رسول ؐ اللہ کا اسلوبِ تبلیغ اور اسلامی معاشرے پر اس کے اثرات

صوفیہ فرناز*

ABSTRACT:

The aim of all Prophets sent by Allah (SWT) was to convey His message and pursue His oneness among human beings. Different Prophets were sent to different nations and regions, and their messages were also remained confined to their inhabitants. However, the last Prophet of Allah (SWT) was sent to all mankind. The way Holy Prophet (Peach be upon him) preached the message of Allah and persuaded his oneness in every nook and corner of the world, in just 23 years, is a remarkable history. A short review of special mode of preaching of the Holy Prophet has been carried out in this article.

اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں جن وانس کی پیدائش کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے رب کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کریں اور پوری دیانت اور خلوص کے ساتھ اس کی اطاعت اور احکامات کی تکمیل کریں لیکن انسان اپنی محدود عقل کی بناء پر از خود ان طریقوں پر عمل نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرامؑ کو مبعوث فرمایا اور ان کو ہدایت ورہنمائی کا ضابطہ کتاب اور صحائف کی صورت میں عطا فرمایا چنانچہ تمام انبیاء کرامؑ کی بعثت کا بنیادی مقصد اللہ کا پیغام نوع انسانی تک پہنچانا تھا۔لہذا، ان مقصد ہستیوں نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے جو طریقہ اختیار فرمایا وہی ان کا اُسلوبِ تبلیغ تھا۔

لغوی اعتبار سے تبلیغ کے معنی پہچانا ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں تبلیغ ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی خاص نصب العین کی طرف بلایا جاتا ہے۔یعنی تبلیغ کسی مذہب کا ایسا پرچار ہے جس کا مقصد لوگوں کو حلقہء مذہب میں شامل کرنا ہے(۱)۔ اصطلاح میں تبلیغ سے مراد کسی اچھائی اور خوبی بالخصوص دینی امور کو دوسرے افراد واقوام تک پہنچایا جائے (۲)۔قرآن کریم میں تبلیغ کے ہم معنی چند اور الفاظ بھی ہیں جن میں سے ایک لفظ انذار ہے جس کے معنی ہوشیار اور آگاہ کرنے کے ہیں۔ دوسرا لفظ دعوۃ ہے جس کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں۔ تیسرا لفظ تذکیر ہے جس کے معنی یاد دلانے اور نصیحت کرنے کے ہیں۔ (۳)

* ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی برقی پتا: sofiafarnaz@hotmail.com
تاریخِ موصولہ: ۱۳/۳/۲۰۱۴ء

نوعِ انسانی کی حقیقی بھلائی، اعمال کی نیکی، اخلاق کی بہتری، تزکیہ قلوب، قویٰ انسانی میں اعتدال اور میانہ روی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش اگر کسی طبقہ انسانی نے انجام دی ہیں تو وہ صرف انبیائے کرامؑ کا طبقہ ہے جو ہزار ہا کی تعداد میں مبعوث کیے گئے اور جنہوں نے تبلیغ وعمل کے ذریعہ اللہ کے پیغام کو عام کیا(۴)۔تمام انبیاء علیھم السلام کا مقصدِ حیات، تبلیغ اسلام یعنی خدائے واحد کی خدائی منوانا اور صرف اسی ذات واحد کی عبادت کرانا تھا(۵)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کردے، وہ ہر چیز کا اختیار رکھتا ہے(۶)۔

تبلیغ کے ضمن میں انبیائے کرامؑ نے کسی ایک طریقہ پر انحصار نہیں کیا بلکہ ہر مروج طریقہ کار کو اختیار فرمایا، ابتدائی دور تمدن میں جب تک فنِ تحریر متعارف نہیں ہوا تھا۔انبیائے کرامؑ تعلیم باللسان پر عمل کرتے رہے۔ان تعلیمات کو لوگ اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے اور آنے والی نسلوں کو منتقل کر دیتے نتیجتۃً مرورِ ایام کے ساتھ یہ تعلیمات یا تو بھلا دی گئیں یا تبدیل کر دی گئیں۔لیکن جب فنِ تحریر کی ایجاد ہوئی اور مختلف علوم کو تحریر کی صورت میں محفوظ کیا جانے لگا تو انبیائے کرامؑ نے بھی اس طریقہ کو اختیار فرمایا، چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے تعلیمات الٰہی کی زبانی تلقین کے ساتھ ساتھ تورات کے احکام کو تختیوں پر لکھ کر اپنی قوم کے لیے محفوظ کر لیا اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی تعلیم زبانی وتحریری دونوں صورتوں میں دی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح کر دیا کہ ان کو زبانی تعلیم کے ساتھ ساتھ قلم کے ذریعہ بھی تعلیم دی گئی ہے(۷)۔سورۃ العلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’پڑھ تیرا رب بڑا ہی کریم ہے، جس نے تعلیم دی قلم کے واسطہ سے۔اس نے سکھایا انسان کو وہ جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے زبان وقلم کے ساتھ کتاب عطا فرما کر ایمان والوں کا رتبہ بلند کیا ہے، گویا انبیاءؑ کا طریقہ تبلیغ جامد نہیں ہے(۸)۔یوں تو انبیاء کرامؑ میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی قوموں کے سامنے اس زمانہ کے مناسب حال، اخلاق عالیہ اور صفات کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے جوشِ توحید، کسی نے ولولہ حق، کسی نے تسلیم، کسی نے عفت، کسی نے زہد، غرض ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک ایک منار قائم کر دیا ہے جس سے صراط مستقیم کا پتہ لگ سکے، مگر ضرورت تھی ایک ایسے رہنما اور رہبر کی جو اس سرے سے اُس سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایات اور عملی مثالوں سے روشن کر دے۔گویا ہمارے ہاتھ میں اپنی عملی زندگی کی پوری رہنمائی کی کتاب فراہم کر دی، جس کو لے کر اسی کی تعلیم وہدایات کے مطابق ہر مسافر بے خطر منزل مقصود کا پتہ پالے، یہ راہنما سلسلہ انبیاءؑ کے آخری فرد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں(۹)۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بالتفصیل بیان کی ہے دعوت وتبلیغ کے لیے آنے والا ایک کامل

انسان تھا۔ بہترین اخلاق سے متصف تھا۔ انبیائے سابقین کی تصدیق کرتا تھا۔ کسی نئے مذہب کا بانی نہ تھا اور کسی فوق البشر حیثیت کا مدعی نہ تھا اس کی دعوت تمام عالم کے لیے تھی اس کو اللہ کی جانب سے چند مقرر خدمات پر مامور کیا گیا تھا اور جب اس نے خدمات کو پوری طرح انجام دے دیا تو نبوت کا سلسلہ اس کی ذات پر ختم ہو گیا اور اس کا ہر عمل عالم انسانیت کے لیے سنت قرار پایا(۱۰)۔ آپؐ نے تبلیغ کی ابتداء توحید کی دعوت اور شرک سے برأت و بیزاری سے کی۔ آغاز میں آپؐ کی ساری تگ و تاز انہی لوگوں تک محدود تھی جن سے آپؐ کا کوئی نہ کوئی رشتہ یا تعلق تھا(۱۱)۔ زوجہء رسول حضرت خدیجہؓ پہلی خاتون ہیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں (۱۲)۔ سید خدیجہؓ کے بعد بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت سیدنا علیؓ کی عمر رائج قول کے مطابق دس برس تھی (۱۳)۔ ایک بچے کی قبول اسلام میں سبقت لے جانے میں اشارہ تھا کہ قوم کے نونہالوں کو، جو کلیاں ہوتے ہیں، دعوت دین کی ضرورت ہے اور نئی نسل کی تربیت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے (۱۴)۔ غلامی کی زندگی سے نجات پانے والوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حضرت زید بن حارثہ الکلبی کو حاصل ہوا(۱۵)۔ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ مکہ میں آنحضرتؐ کے بعد تمام مسلمانوں میں سب سے پہلے مبلغ اور داعی حضرت ابوبکرؓ تھے۔ مکہ کے بہت سے معزز گھرانوں کے پُرجوش نوجوان ان ہی کی تبلیغ سے اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے تھے۔ حضرت عثمان، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ، حضرت ابوبکرؓ ہی کی کوششوں سے دائرہ اسلام میں آئے(۱۶)۔ رسول اللہؐ کی صاحبزادیوں نے بھی فوراً اسلام قبول کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنے والد کی بعثت سے قبل ہی ان کی استقامت اور حسن کردار سے متاثر تھیں (۱۷)۔ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ اللہ پر ایمان لائے اور شریعت اسلامیہ کی پیروی کرنے والا پہلا گھرانہ بنا۔ غار حرا کے بعد آسمانی وحی کی پہلی تلاوت اسی گھر میں ہوئی۔ اقامت صلوۃ کا آغاز یہیں ہوا۔ نصرت دین کی ذمہ داری سب سے پہلے اس گھر کے ہر چھوٹے بڑے نے قبول کی۔ اس سے اس امر کی وضاحت ہو گئی کہ یہ دعوت سب کے لیے ہے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو یا عورت، آقا ہو یا غلام سب معاشرے کا حصہ ہیں اور اپنے وقت پر ان سب کو معاشرے کی تعمیر، حکومت کے قیام اور ثقافت اسلامیہ کی ترویج کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہے(۱۸)۔ لیکن رسول اللہ کی تعلیمات محض ان کے کنبہ، خاندان یا عربوں تک محدود نہ تھیں۔ مقصد الٰہی ان کے ذریعہ دین اسلام کو عالمگیر سطح پر وسیع کرنا اور اسے آفاقیت اور دوام بخشنا تھا۔ ابتداء میں آپؐ نے بہ نفس نفیس اس ذمہ داری کو ادا کیا اور مکہ کے ہر فرد تک اس پیغام حق کو پہنچایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ایسا تھا جس کے حروف کی تعداد کم اور معانی زیادہ تھے جو صفت آورد سے بالاتر اور تکلف سے منزہ ہوتا، اس میں تفصیل کی جگہ تفصیل اور اختصار کی جگہ اختصار تھا، آپؐ کا کلام وحشی اور غریب الفاظ سے خالی اور بازاری اور عامیانہ الفاظ سے پاک وصاف تھا۔ نیز آپؐ نے جب بھی بات کی حکمت سے لبریز اور خامیوں و غلطیوں سے پاک بات کی، جسے الہامی توفیق و تائید حاصل تھی۔ الغرض لوگوں نے آپؐ کے کلام سے زیادہ مفید، بولنے میں آسان، معنی میں

فصیح اور مقصود کے بیان میں سب سے واضح کلام نہیں پایا(۱۹)۔اللہ تعالیٰ نے بھی اختصار و جامعیت کے ساتھ آپؐ کو طریقہ تبلیغ کی ہدایت اس طرح فرمائی:

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔یقینا آپؐ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور راہ یافتہ لوگوں سے بھی واقف ہے۔''(۲۰)

یہ رسول اللہ کے طریقہ تبلیغ ہی کے اثرات تھے کہ قریش کے سرکردہ عمائدین کے رد کرنے اور سختی سے روکنے کے باوجود محض تین سال کے عرصہ میں چالیس افراد نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ مخالفین اسلام کی جانب سے کی گئی سختیوں کو بھی عزم و ثبات کے ساتھ برداشت کیا۔اس آزمائش میں صرف عرب ہی نہیں بلکہ غیر عرب بھی، جو دیگر اقوام و ادیان سے تعلق رکھتے تھے، کامیاب رہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حبشہ کا پہلا ثمر اور حضرت صہیبؓ کو یونان کا پہلا ثمر فرمایا جبکہ فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا حضرت سلمان فارسی تھے۔اس کے علاوہ ایک حدیث ہے جس میں رسول اللہ نے ملک چین کا تذکرہ فرمایا ہے اس طرح آپؐ نے واضح کر دیا کہ اسلام قوم عرب ہی میں محدود نہیں رہے گا(۲۱)۔گویا آپؐ نے دنیا کی تمام اقوام کو برابری اور مساوات کی ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا اور خدا کے پیغام کی بنیادی کا سب کو یکساں مستحق قرار دیا(۲۲)۔

مکہ میں گزارے گئے تیرہ برس کے عرصہ میں رسول اللہ نے تبلیغ اسلام کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا، آپؐ نے صحابہ کرامؓ پر بھی خبر کی دعوت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ایک دوسرے کو سچائی کی نصیحت کرنا لازمی قرار دیا چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اس کار خیر کی انجام دہی کے لیے حبشہ کی جانب ہجرتیں فرمائیں۔جس کے نتیجے میں حبشہ کے عیسائی تلاش حق کے لیے آپؐ کے پاس آئے(۲۳)۔ایام حج میں آپؐ حج کے لیے آنے والے عرب قبائل کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتے اور نہایت حکمت کے ساتھ انہیں اس دین کو قبول کرنے پر آمادہ کرتے آپؐ کی تعلیمات کے نتیجے میں یمن، عمان، بحرین اور مدینہ کے لوگوں نے ذہنی و قلبی رضامندی کے ساتھ اس دعوت کو قبول کیا(۲۴)۔اہل مدینہ کا قبول اسلام، اسلام کے غلبہ اور کامیابی کی نوید ثابت ہوا۔مدینہ کے جانب ہجرت کر کے مسلمانوں کو جمعیت و استحکام حاصل ہوا اور ایک اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا جس کے ذریعہ تعلیماتِ الٰہی اور احکاماتِ الٰہی کا آزادانہ نفاذ ممکن ہو سکا پھر جب باطل اور سرکش قوتوں کی جانب سے اسلام کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں تو اللہ کی جانب سے جہاد کا حکم نازل ہوا۔سورۃ الانفال میں اللہ فرماتا ہے؛

''اور ان کافروں سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔''(۲۵)

چنانچہ رسول اللہ کے دس سالہ مدنی دور میں مسلمان متعدد غزوات و سرایہ میں کافروں سے برسرِ پیکار رہے اور رسول

اللہؐ میدان جنگ میں بھی تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ چنانچہ تلوار اُٹھانے سے پہلے دو باتیں مخالفین کے سامنے پیش کی جاتیں ایک قبول اسلام دوسرا جزیہ کی ادائیگی یعنی ذمی بننا اگر وہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی قبول کرلیں تو ان کے خلاف ہتھیار اُٹھانا ناجائز قرار دیا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا۔ دوران جنگ میں نے ایک شخص کو پایا اس نے لا الہ الا اللہ کہا، میں نے برچھی سے اس کو ماردیا، بعد میں مجھے خیال ہوا کہ کلمہ پڑھنے پر اس کو مارنا درست تھا یا نہیں؟ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور تو نے اسے ماردیا، میں نے کہا! یارسول اللہ اس نے ہتھیار کے ڈر سے کہا تھا، آپؐ نے فرمایا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا تاکہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس نے دل سے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں۔ پھر آپؐ بار بار یہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا۔'' (۲۶)

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو امیر لشکر مقرر کرتے تو اسے ہدایت کرتے دشمن پر حملے سے قبل اسے تین باتوں کی طرف بلاؤ اور وہ ان تین میں سے جو بھی مان لیں تو قبول کر اور جنگ سے باز رہ۔ ان کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ قبول کرے تو جنگ نہ کر۔ دوسرے ان کو اپنے ملک سے نکل کر مسلمانوں کی پناہ میں آنے کی دعوت دے۔ اگر وہ ایسا کریں تو وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے نفع ونقصان میں شریک ہونگے۔ اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو ان سے جزیہ مانگ اگر وہ جزیہ دینا قبول کرلیں تو ان سے جنگ نہ کر اور اگر وہ جزیہ بھی نہ دیں تو اللہ سے مدد مانگ اور لڑ ان سے (۲۷)۔

الغرض غزوات وسرایہ کے ذریعہ رسول اللہؐ کا مقصد توسیع ریاست نہ تھا بلکہ اسلام کی دعوت وتبلیغ تھا۔ خیبر کی فتح کے موقع پر جب رسول اللہ نے علم حضرت علیؓ کو مرحمت فرمایا تو حضرت علیؓ نے دریافت کیا! ہم ان سے لڑیں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہوجائیں، آپؐ نے فرمایا:۔۔۔ان کو اسلام کی دعوت دے اور جو باتیں ان کو کرنا ضروری ہیں وہ بتلا دے۔ اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے ایک آدمی بھی دین کے سچے راستے پر آجائے تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (۲۸)

رسول اللہ اپنی دعوت وتبلیغ کو میدان جنگ تک ہی محدود رکھنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے اشاعت اسلام کے فروغ کے لیے جس راستہ کا انتخاب کیا وہ صلح حدیبیہ تھی جو نبوی سیاست خارجہ کا شاہکار تھی جس کے ذریعہ رسول اللہؐ نے دعوت دین کی تکمیل کی جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے اس کے ثمرات ظاہر ہونے سے پہلے ہی کردی تھی۔ سورہ نصر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> جب اللہ کی مدد آپہنچی اور (فتح حاصل ہوگئی) تم نے دیکھ لیا کہ لوگوں کے غول کے غول اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو بیشک وہ معاف کرنے والا ہے۔

صلح حدیبیہ کے بعد اسلام کی دعوت و تبلیغ کا نیا دور شروع ہوا اب مسلمان دفاعی پوزیشن سے نکل کر پیش قدمی کرنے کی قوت حاصل کر چکے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد یہود خیبر سے معرکہ آرائی اور انہیں صلح پر مجبور کرنا اس کی واضح مثال ہے۔ یہود و مشرکین پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد رسول اللہؐ نے اپنی پوری توجہ تبلیغی سرگرمیوں پر مرکوز کر دی۔ آپؐ نے اصحاب صفہ پر مشتمل مبلغین کے وفود تشکیل دے کر مختلف قبائل کی جانب روانہ کیے تا کہ سرعت کے ساتھ اسلام کی اشاعت کو ممکن بنایا جا سکے۔ مؤرخین اور سیرت نگاروں کا بیان ہے صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک اس کثرت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے قبل نہیں کیا تھا(۲۹)۔ ولیم میور کے مطابق آنحضرتؐ جس حسن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاؤ کرتے اور جس توجہ سے ان کی شکایتوں کو سنتے اور جس فہم و فراست سے ان کے باہمی نزاع کو فیصل کرتے اور جس حسن تدبیر سے انتظام ملکی ان کو تفویض فرماتے وہ اس بات کا متقاضی تھا کہ وہ جلد اسلام کا اقرار کریں(۳۰)۔

رسول اللہؐ نے تبلیغ دین کے فریضہ کو عرب کی حدود تک محدود نہیں رکھا بلکہ عالمی سطح پر بھی اس فریضہ کا بطور خاص اہتمام فرمایا ابن ہشام کے مطابق رسول اللہؐ نے مکتوب لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کیے اور ان کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم، عبداللہ بن حذافہ سہمی کو شاہ کسریٰ، عمرو بن عاص سہمی کو شایان عمان، سلیط بن عمرو عامری کو شایان یمامہ ثمامہ بن اثال اور سودہ بن علی کے پاس، علا بن حضری کو شاہ بحرین منذر بن سادی عبدی، شجاع بن وہب اسدی کو شاہ غسان اور مہاجرین امیہ مخزومی کو حرث بن کلال حمیری کی جانب روانہ فرمایا(۳۱)۔ ان مکتوبات گرامی کا واحد مقصد تبلیغ و ہدایت تھا۔ خطوط پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کا ایک خاص اسلوب ہے یعنی ہر خط کا آغاز بسم اللہ سے پھر مرسل کی حیثیت سے اپنا نام پھر مکتوب الیہ کا نام اور پھر کم سے کم الفاظ اور انتہائی نپے تلے انداز میں اپنے مدعا کا اظہار ایسی زبان میں ہے جو انداز سفارت کی تمام نزاکتوں اور جامعیت کی حامل ہے۔ جو فی الواقع آنحضرتؐ کی ذہنی و نفسی برتری کو ثابت کرتی ہے(۳۲)۔

آپؐ نے دنیا کے بڑے بڑے صاحبان اختیار و اقتدار کو حاکمیت الٰہی کی طرف بلایا اور ایسے انداز سے بلایا کہ آپؐ کے لب و لہجہ میں ذرہ برابر نیاز مندی نہیں، ذاتی مفاد کی تلویث، مرعوبیت یا کمزوری نہیں بلکہ ایک خاص طنطنہ ہے، وقار ہے، استغنا ہے، عزم و ثبات ہے اور ایک خاص تحکم ہے جس طرح ایک پُر اعتماد اور پُر خلوص بات مخاطب پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتی اسی طرح مکتوب کے اس انداز خاص نے مخاطبین کو مرعوب کیے بغیر نہیں چھوڑا۔ چنانچہ تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے فرمانروا قیصر روم نے مکتوب نبویؐ پر جس قسم کے ردعمل کا اظہار کیا اس کو حضرت ابوسفیانؓ کے اس معنی خیز جملہ میں صاف دیکھا جا سکتا ہے جو سراسر عینی شہادت پر مبنی ہے:

> اللہ کے بندو! دیکھو ابن ابی کبشہ کا معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے کہ ملوک بنی الاصغر بھی اپنی اپنی سلطنتوں میں (شام جیسے دور دراز مقام) بیٹھے ڈرتے ہیں۔(۳۳)

المختصر رسول اللہؐ نے دعوت دین کے لیے جو حکمت آمیز طریقہ اختیار کیا جس کے ذریعہ اسلام کو قبولیت عام حاصل ہوئی وہ آپؐ کا اسلوب تبلیغ تھا۔ آپؐ نے نہایت دیانتداری سے اس حق کو ادا کر دیا جس کے آپ امین بنا کر بھیجے گئے تھے۔ یعنی جو سچائی آپؐ کو خدا سے ملی اسے اللہ کے بندوں تک پہنچا دیا جو علم آپؐ کو دیا گیا اس سے آپؐ نے دوسروں کو بہرہ ور کیا۔ آپؐ جو عالمگیر شریعت اور دائمی ہدایت لے کر آئے وہ عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کا مجموعہ تھی ان ہی کی اصلاح، تعلیم اور تکمیل کے لیے آپؐ کی بعثت ہوئی اور یہی آپؐ کے پیغمبرانہ فرائض کے کارنامے ہیں (۳۴)۔ رسول اللہؐ نے دعوت وتبلیغ دین کے ذریعہ ایک ایسی امت تشکیل دی جو امت خیر اور امت وسط کہلاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے لوگوں کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا ضروری قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں کی (رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، اللہ پر ایمان رکھتے ہو (۳۵)۔ اور چاہیے کہ تم میں کچھ لوگ ہوں جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی باتوں کو کرنے کا حکم دیں اور بُری باتوں سے منع کریں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (۳۶)

حضرت ابوحذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تم پر ایسا عذاب مسلط کرے گا کہ تم اللہ سے دُعائیں کروگے لیکن تمہاری دُعائیں قبول نہیں ہونگی۔'' (۳۷)

رسول اللہ نے صحابہ کرامؓ کو صرف فریضہ تبلیغ کا حکم ہی نہ دیا بلکہ اس کے اصولوں سے بھی آگاہ فرمایا۔ یمن میں تبلیغ اسلام کے لیے آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت موسیٰ اشعریؓ کو نامزد کیا۔ روانہ کرتے وقت آپؐ نے جو ہدایات دیں وہ درحقیقت تبلیغ اسلام کے اصول ہیں، آپؐ نے فرمایا! لوگوں پر آسانی کرتے رہنا، تنگی نہ کرنا، خوش رکھنا، نفرت نہ دلانا (۳۸)۔ تبلیغ کا ایک اور اصول کہ رسول اللہؐ نے یہ تعلیم فرمایا کہ کسی نئی قوم کو دعوت دیتے وقت شریعت کے تمام احکام کا بوجھ ایک ہی دفعہ میں اس کی گردن پر نہ ڈالا جائے حضرت معاذ بن جبلؓ کو مزید ہدایت دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ یمن میں تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو اہل کتاب ہیں ان سے سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت کا اقرار لینا اور اس کے بعد محمدؐ کی رسالت کا جب وہ اقرار کرلیں تو انہیں بتانا کہ ان پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ وہ بھی مان لیں تو کہنا اللہ نے ان کے مالداروں پر زکواۃ فرض کی ہے جو ان سے لے کر ان ہی کے محتاجوں پر خرچ کی جائے گی۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو (زکواۃ میں) عمدہ مال مت لینا (اوسط درجے کا لینا) اور دیکھو مظلوم کی بددعا سے بچنا، مظلوم کی دعا سیدھی پروردگار تک پہنچتی ہے (۳۸)۔

اسلام نے دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری صرف مردوں پر ہی عائد نہیں کی بلکہ خواتین کو بھی اس فریضہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت فرمائی ہے، ارشاد باری ہے۔

''مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی مدد گار ہیں، نیکی کا حکم کرتے اور بدی سے روکتے ہیں۔'' (۳۹)

ازواج مطہراتؓ نے بھی رسول اللہؐ کی زندگی میں اور بعد میں دعوت وتبلیغ دین کے فرائض ذمہ داری سے ادا کیے اور امت کے لیے تعلیم دین کی مشعل کو ہمیشہ فروزاں رکھا(۴۰)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو خدا کی حکمت کے آگے سرِ اطاعت جھکانے پر آمادہ کیا۔ان سے خود پرستی چھڑوائی اور خدا کے سوا دوسروں کی بندگی سے نجات دلائی۔پھر ان کو خالص خدا کی بندگی پر جمع کرتے ہوئے ایک نیا نظام اخلاق، نیا نظام تمدن، نیا نظام معیشت اور نیا نظام حکومت بنایا اور تمام عالم کے سامنے اس بات کا عملی مظاہرہ کر کے دکھایا کہ جو اصول آپؐ نے پیش کیے ہیں اس پر جو زندگی بنتی ہے کتنی پاکیزہ اور صالح ہوتی ہے(۴۱)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشکیل کردہ معاشرہ شرک، بدعت،تعصب،فرقہ بندی سے پاک تھا۔آپؐ نے ایک ایسی جماعت تشکیل دی جس کا مقصد مملکت اسلامیہ کا قیام اور اپنے کردار وعمل سے لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کرنا تھا اس مقصد کے حصول کے لیے رسول اللہؐ نے ۲۳ برس کا عرصہ لگایا۔سب سے پہلی اور سب سے بڑی تبدیلی اس عقیدے پر منحصر تھی کہ اللہ کو وحدہٗ لاشریک اور رسول اللہؐ کو اس کا پیغمبر تسلیم کیا جائے خالص توحید اس بات کی متقاضی ہے کہ اللہ کے سوا کسی انسان اور کسی بھی چیز کی تعظیم نہ کی جائے۔

رسول اللہ کی تعلیمات نے عرب کے مادہ پرست معاشرے میں انقلاب برپا کر دیا۔سابقون الاولون کے کردار سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرنے والوں اور اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔یہاں تک کہ ایک مسلم امت کی تشکیل عمل میں آگئی۔عصر حاضر میں ہم مسلمان جو قرآن کی صورت میں رسول اللہؐ کی ۲۳ سالہ تعلیمات کے وارث اور امین ہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہی بہت دور ہیں یہ وہ معاشرہ ہے جہاں کلمہ گو مسلمانوں کی اکثریت ان تعلیمات اور ان طریقہ کار پر عمل پیرا ہے جس کی نہ تو رسول اللہؐ نے تعلیم دی نہ ان طریقوں پر عمل کر کے دکھایا اور نہ ہی ایسا کرنے کی ہدایت کی یہ کلمہ گو مسلمان اللہ کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے اپنی حاجات کی تکمیل کے خواہشمند ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ ہمیں جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان سے غفلت برت کر ہم اپنے رب کی حکم عدولی کے مرتکب ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، قرابت داروں،مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرو۔مال بے جا خرچ نہ کرو۔نرم گفتاری اختیار کرو نہ بخل برتو اور نہ ضرورت سے زیادہ کشادہ دستی سے کام لو، بلکہ درمیان کی راہ اختیار کرو۔اولاد کو قتل نہ کرو، زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، کسی کو ناحق قتل نہ کرو، مقتول کا معقول طریقہ پر بدلہ لو، عہد کو پورا کرو، ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو، بے جان چیزوں کی پیروی نہ کرو، اکڑ کر نہ چلو۔(۴۲)

مذکورہ تعلیمات کا ہمارے معاشرے میں انتہائی فقدان ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہم قرآن کریم اور سنت نبویؐ پر نیک نیتی کے ساتھ عمل پیرا ہوں اور ایک بار پھر امت مسلمہ کی شکل میں ڈھل

کرامامِ عالم بن جائیں۔(آمین) اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق اپنا تعلق اور ربط براہ راست اللہ سے جوڑیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی پوری پابندی کریں اور اس بات کا اہتمام کریں کہ ہمارا کوئی بھی عمل دائرہ شریعت سے باہر نہ ہو، دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کریں کیونکہ ہمارا رب ہم سے یہی تقاضہ کرتا ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) ندوی، سید سلیمان۔ سیرۃ النبی، جلد چہارم، ص ۳۳۷، طبع نہم، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، (۱۹۹۲ء)

(۲) افریقی، ابن منظور۔ علامہ۔ لسان العرب، جلد ۵، ص ۲۰۲، الطبقہ اولیٰ، بیروت: دارصادر

(۳) ندوی، سید سلیمان۔ محولہ بالا، ص ۳۳۷۔۳۳۸، (۱۹۹۲ء)

(۴) ندوی، سید سلیمان۔ خطبات مدراس، ص ۲۷، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، (۱۹۷۸ء)

(۵) اصلاحی، امین احسن۔ دعوت دین اور اس کا طریقہ کار، ص ۲۲، لاہور: فاران فاؤنڈیشن، (۱۹۸۹ء)

(۶) سورۃ المائدہ آیت ۴۰

(۷) اصلاحی، امین احسن۔ محولہ بالا، ص ۸۷، (۱۹۸۹ء)

(۸) ایضاً، ص ۸۸

(۹) ندوی، سید سلیمان۔ محولہ بالا، ص ۲۸، (۱۹۷۸ء)

(۱۰) مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیمات، جلد دوم، ص ۳۵

(۱۱) رزق اللہ، ڈاکٹر مہدی۔ سیرہ نبوی، جلد اول، ترجمہ حافظ محمد امین، ص ۲۴۵، ریاض: مکتبہ دارالسلام، (۱۴۳۵ھ)

(۱۲) حلبی، علامہ ابن برہان الدین۔ سیرت حلبیہ، جلد دوم، ترجمہ محمد اسلم قاسمی، ص ۲۴۵، کراچی: دارالاشاعت، (۲۰۰۹ء)

(۱۳) ابن کثیر، حافظ عماد الدین۔ تاریخ ابن کثیر، جلد سوم، ترجمہ، مولانا ابوطلحہ محمد اصغر، ص ۶۱، کراچی: دارالاشاعت، (۲۰۰۸ء)

(۱۴) صلابی، دکتور علی محمد۔ سیرت النبی، جلد اول، ترجمہ مولانا محمد یونس بٹ، ریاض: ص ۲۱۸، دارالسلام، (۱۴۳۳ھ)

(۱۵) ایضاً

(۱۶) ندوی، سید سلیمان۔ محولہ بالا، ص ۳۶۳، (۱۹۹۲ء)

(حضرت ابوبکرؓ کے بعد اسلام کے دوسرے مبلغ حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جن کے موثر وعظوں کو سن کر آنحضرتؐ کی ہجرت مدینہ سے قبل ہی مدینہ کے گھرانے کے گھرانے توحید کے پرستار ہو گئے تھے۔)

(۱۷) ابن کثیر، حافظ عماد الدین۔ محولہ بالا، ص ۶۲، (۲۰۰۸ء)

(۱۸) صلابی، دکتور علی محمد۔ محولہ بالا، ص ۲۲۰، (۱۴۳۳ھ)

(۱۹) زیات، احمد حسن۔ (س۔ن)، تاریخ ادب عربی، ترجمہ محمد نعیم صدیقی، ص ۲۶۲، لاہور: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز

(۲۰) سورۃ النحل

(۲۱) آرنلڈ، ڈبلیو۔ ٹی، دعوت اسلام، مترجم، محمد عنایت اللہ دھلوی ص ۴۳، کراچی: نفیس اکیڈمی، (۱۹۲۹ء)

(۲۲) ندوی، سید سلیمان۔محولہ بالا ص ۳۳۹، (۱۹۹۲ء)

(۲۳) ایضاً ص ۳۴۳

(۲۴) ایضاً ص ۳۶۷

(۲۵) سورۃ الانفال آیت ۳۹

(۲۶) مسلم، امام۔صحیح مسلم شریف، جلد ۲، کتاب الایمان، ترجمہ، علامہ وحید الزماں، ص ۱۹۱، لاہور: مشتاق بک کارنر، (۱۹۹۵ء)

(۲۷) مسلم، امام۔جلد ۵، کتاب الجہار والسیر محولہ بالا، (۱۹۹۵ء)

(۲۸) بخاری، محمد بن اسمٰعیل۔(س۔ن)، صحیح بخاری، جلد دوم کتاب الجہاد والسیر، ترجمہ علامہ وحید الدین، ص ۱۲۷، ۱۲۸، لاہور: جہانگیر بک ڈپو،

(۲۹) احمد، اسرار۔ڈاکٹر۔منہج انقلاب، لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن

(۳۰) آرنلڈ، ڈبلیو۔ٹی، محولہ بالا ص ۵۳، (۱۹۲۹ء)

(۳۱) ابن ہشام، عبدالملک۔سیرۃ ابن ہشام، جلد دوم، ص ۳۹۱، ترجمہ، سید یسٰین علی حسنی نظامی، لاہور: ادارہ اسلامیات، (۱۹۹۴ء)

(۳۲) احمد، نثار۔ڈاکٹر۔عہد نبوی میں ریاست کا نشوو ارتقاء، ص ۲۹۰۔۲۹۱، لاہور: نشریات، (۲۰۰۸ء)

(۳۳) ایضاً ص ۲۹۰

(۳۴) ندوی، سید سلیمان۔محولہ بالا ص ۳۹۷، (۱۹۹۲ء)

(۳۵) سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰

(۳۶) ایضاً، آیت ۹۹

(۳۷) حنبل، امام احمد۔(س۔ن)، مُسند امام احمد بن حنبل، جلد ۱۰، حدیث ۲۳۶۹۰، مترجم مولانا محمد ظفر اقبال، ص ۶۷۷، لاہور: مکتبہ رحمانیہ

(۳۸) بخاری، محمد بن اسمٰعیل۔(س۔ن)، کتاب المغازی، محولہ بالا ص ۷۱۱

(۳۹) ایضاً ص ۷۱۲

(۴۰) سورۃ توبہ آیت ۷۱

(۴۱) مسعود، خالد۔حیات اُمّی، ص ۵۶۸، لاہور: دار التذکیر، (۲۰۰۳ء)

(۴۲) مودودی، ابوالاعلیٰ۔سید۔سیرت سرور عالم، جلد اول، ص ۱۶۰، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، (۱۹۹۹ء)